# لعنۃ اللہ علی الظالمین الکاذبین المفترین علی اللہ رب العالمین

(بجواب اشتہارات یک ہزار و دو ہزار و تین ہزار و چار ہزار و رسالہ بے انوار کادیانی۔)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ ۝

ان لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا وھم بالاخرۃ کافرون ۝

فنجعل اللہ علی الکاذبین ۝

لعنت لعنت لعنت تا ہزار بحث شمار صفحہ ۱۱۸ لغایت ۱۲۲ رسالہ بے نور کادیانی بے انوار

این ہین کسپر؟

صاحبو! کذاب۔ ظلام۔ افاک۔ مفتری علی اللہ کادیانی پر۔

اوہو۔ کسکی طرف سے

صاحبو! خدا تعالے کی طرف سے اور عام لعنت کرنیوالون فرشتون مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے اور خود کادیانی کی اپنی طرف سے۔

خدا تعالے کیطرف سے اور تمام لعنت کرنیوالون فرشتون مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے لعنت ہونیکا کیا ثبوت ہے

صاحبو! خدا کیطرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت وہ آیات قرآن ہین جنکو زیب عنوان مضمون کیا گیا ہے۔ انمین صاف تصریح ہے کہ "خدا تعالے پر افترا کرنیوالے اور نزول وحی کا جہوٹا دعوی کرنیوالے سے بڑہکر کوئی ظالم نہین ہے" اور "ظالمون پر خدا کی لعنت ہے۔ جو خدا کی راہ سے روکتے ہین۔ اور وہ قیامت کے منکر ہین" اور "جہوٹے پر لعنت کرین" اور یہہ امر باتفاق فریقین مسلم ہے کہ کادیانی اپنے اوپر نزول وحی کا دعوے کرتا ہے (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۸) اور یہہ امر باتفاق جمہور اہل اسلام ثابت و مسلم ہے کہ کادیانی اس دعوی مین جہوٹا ہے اور وہ لوگون کو خدا کے دین سے روکتا ہے اور اپنے نئے دین پر چلانا چاہتا ہے۔ اور وہ قیامت کا منکر ہے۔

فرشتون اور مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت وہ آیات منقولہ حاشیہ ہین جن سے ثابت ہے کہ جسپر خدا تعالے لعنت کرتا ہے اسپر فرشتے اور عام لوگ بہی لعنت کرتے ہین۔ اور وہ احادیث

لہ ان آیات کا ترجمہ متن مین ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ۵
اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین ۵ ویوضع لہ البغضاء فی الارض مشکوۃ ص۴۱۰
انتم شھداء اللہ فی الارض مشکوۃ ص۱۳

جنکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ "زبان خلق نقارۂ خدا"
مسلمانون کی طرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت یہ بہی ہے
کہ کادیانی نے رسالہ "بے نور" کے چار صفحون مین عیسائیون
کے حق مین ایک ہزار لفظ لعنت نمبروار تحریر کرکے آخر مسلمانون
کو بہی اسمین شامل کرلیا ہے اور اہل اسلام مین یہ امر مسلم اور ثابت ہی کہ مسلمان لعنت کا محل و اہل نہین ہوتا اور
یہہ امر حدیث[۱] مین آچکا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو اسکی اہل محل نہو تو وہ لعنت پہر پہرا کر
اسی شخص کیطرف رجوع کرتی ہے جسکے موہنہ سے نکلتی ہے۔ لہذا وہ ہزار لعنت جو مسلمانون کے حق مین بلا قصور
و بلا وجہ اسنے کہی تہی وہ مسلمانون کی طرف سے واپس ہوکر اسی پر آپڑی۔

**عام** لوگون کیطرف سے اسپر لعنت ہونیکا ایک **ثبوت** یہہ بہی ہے کہ یہہ عام لوگون کو لعنت کرتا ہے۔ آریہ
کو اسنے شحنہ حق کے ص۲۱۰ مین دس لعنتین کہین۔ نصاری کو اسی رسالہ بے نور مین ہزار لعنت سنائین۔ وہ اسکے
صلہ و مقابلہ مین اسکو دن رات لعنتین کررہے ہین۔

**ایک** وجہ انکی لعنت کی یہہ بہی ہی کہ خدا مسلمانون کا حامی ہے۔ مسلمانون کی حمایت مین خدا ان لوگون
سے بہی اسکو لعنتین کہلاتا ہے۔

**بہلا صاحب** اس بیان سے یہہ تو ثابت ہوا کہ خدا کی طرف سے اور فرشتونکی اور عام بندون کیطرف سے اسپر
لعنت برس رہی ہے۔ مگر اسکا ثبوت کیا ہی کہ خود اسکی طرف سے بہی اسپر لعنت پڑرہی ہے۔ اپنے آپ کو لعنت کرتا ہے؟

**صاحبو!** یہ بہی خدا کی طرف سے مسلمانون کی حمایت مین کادیانی پر رجعت و عقوبت ہی۔ کہ وہ اپنی موہنہ سے
اپنے آپ پر حسب تفصیل ذیل لعنت کرچکا اور کررہا ہے۔ مباحثہ امرتسر مین (جو اسکا اپنے بڑے بہائیون عیسائیون
سے ہوا تہا) وہ مسٹر عبد اللہ آتہم کے پندرہ ماہ مین فوت ہوجانیکی پیشگوئی کرکے صفحہ اخیر مین صاف یہ لکہہ چکا ہے
"مین اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہہ پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ یعنے وہ فریق جو خدا تعالے کے نزدیک جہوٹ پر ہے
پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بسزا موت (ایہا الناظرون ان الفاظ کو نہ بہولنا) ہاویہ مین نہ پڑے

[۱] مشکوۃ صفحہ ۴۰۵ مین ملاحظہ ہو۔

تو مین ہر ایک سزا کے اوٹھانے کیلئے تیار ہون۔ مجھکو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے مین رسہ ڈالا جائے۔ مجھکو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہون۔ اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ آسمان زمین ٹل جائین پر اسکی باتین نہ ٹلین گی۔ اب اس سے زیادہ مین کیا لکھ سکتا ہون جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسی کی جگہہ نہین۔ اگر مین جھوٹا ہون تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانون اور بدکارون اور لعنتیون سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔

یہ عبارت و الفاظ کادیانی کے صاف پکار رہے ہین کہ اگر کادیانی کا مخالف عبد اللہ آتھم یا فریق مخالف کے تمام ممبر بسزا موت جہنم مین نہ جائین تو کادیانی پر خدا کی اسقدر لعنت ہے جو تمام دنیا کے کسی شیطان بدکار لعنتی پر نہین ہوئی۔

اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ عبد اللہ آتھم یا اسکا تمام فریق مر گیا یا وہ زندہ ہے؟ اور اسکے فریق کے لوگون سے کوئی ایک شخص بھی زندہ ہے۔

صاحبو! میعاد موت ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتھم معہ اکثر ممبران فریق خود زندہ ہے۔ بھلا۔ چنگا۔ ہٹا۔ کٹا پہلے سے زیادہ تازہ موٹا۔

اس امر کا اعتراف کادیانی نے خود اپنے اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور اپنے رسالہ "بے انوار" مین کیا ہے۔ وہ عبد اللہ آتھم کو زندہ بتایا ہے۔ اور ڈاکٹر کلارک اور پادری عماد الدین وغیرہ کو مخاطب کر کے ان دونو کی حیات کا اظہار و اقرار کر رہا ہے۔ پھر بحسب شہادت عبارت و الفاظ منقولہ بالا اسکی طرف سے اسپر لعنت کی بوچھاڑ ہونے مین کیا کسر ہے؟ آپ صاحبان صاف سے کہین گے۔ کوئی نہین ہرگز نہین ہر آن ہر لحظہ اسپر لعنت کی موسلا دھار بارش ہو رہی۔ اور ہوتی رہیگی۔ جبتک کادیانی دہوکہ بازی افترا پردازی سے تائب نہوگا۔ اور مسلمان نہو جائیگا۔

بھلا صاحب! اگر کادیانی عبارت و الفاظ مذکورہ بالا شائع و مشتہر کر چکا ہے تو پھر وہ اپنا مونہہ کالا کر کے اور اپنے گل مین رسہ ڈالکر اور ایک لعنت کا سائن بورڈ زیب گلو فرما کر اپنے آپکو مسلمانون یا عیسائیون کے حوالہ کیون نہین کر دیتا۔ اس مین اسکو کوئی عذر ہے تو وہ کیا ہے؟

صاحبزادہ صاحب نہیں کہی یا عذاب اول الذکر ہیں کہ سب عذاب بدتر ان گناہ کا مصداق۔ وہ عذاب
ہی یا اسکے جنس سے ہیں جنکے کادیانی کیلئے پیش ہونیسے پہلے شاۃ الستہ اپنے نمبر ۹ جلد ۱ میں پیشگوئی کر چکا ہے
وہ یہ ہیں۔ (۱) وہ کہتا ہے کہ اصل الہام میں ہاویہ کا لفظ تھا یعنی اسکی تشریح حضرت سے اپنی طرف سے کی تھی
اسمیں جو غلطی کہائی تو یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہم ایسی غلطی کہا گئے ہے جو ایک الہامی وعدہ مجمل کی
اپنے خیال ہی تفصیل کرتے وہ درست نہ نکلتی تو ان کو خدا تعالے پر عدم ایفاے وعدہ کا گمان ہو جاتا۔ اسکی
تصدیق و تائید میں شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب فیوض الحرمین کو صفحہ ۷ حوالہ دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ
اصل الہام کے مضمون کا یہ شخص عبداللہ آتھم بچ نہیں سکا۔ وہ سخت بیمار رہا ڈر کا مارا۔ شہر شہر پھرتا رہا۔ گھر کے
اندر سے اسکو ڈر لگتا تھا کتے اور سانپوں کے سامنے آجانے سے بھی ڈر جاتا تھا۔ یہ ہاویہ نہیں تو اور کیا ہے
اور کہتا ہوں میں نے ہاویہ سے اس فریق کا کوئی شخص نہیں بچا نہ اکثر کلارک کے رائٹ صاحب کے بے وقت[1]
موت کا ایسا الم پہنچا جو ہاویہ سے کم نہ تھا۔ ایسا ہی پادری ٹامس اول بیماری کے ہاویہ میں ہے کہ ایک سنڈ کا بعد دیگرے

† اصل عبارت یا مضمون فیوض الحرمین کو دجال و کذاب ارڑ پوتو کادیانی نے اسلئے نقل نہیں کیا کہ اسکے
نقل کرنے سے عام لوگوں پر کادیانی کا معترف غلطی ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ اور پھر اسمیں (اعتراف غلطی)
کادیانی پر موت سے زیادہ سخت ہے۔ یا اعتراف غلطی کا جو بننے تھے کادیانی سے نقل کیا ہے۔ اس عبارت
فیوض الحرمین سے نکال کر کادیانی کو اسکا معترف بنایا ہے یہ صریح اعتراف غلطی نہیں کیا۔ لہذا ناظرین
ہو کہ ہم اصل عبارت فیوض الحرمین کو نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس عبارت کے دست آویز سے
کادیانی کا معترف غلطی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں

وثانیہا ان تنکشف لہ امر مجمل ویتحول علی
الانکشاف الاجمالی الہاما مجملا فیعتادہ
الیہ المعلوم الغروتنتفی صلاحیۃ فتشرح صدرہ
من حیث لا یدری ۔ ولا عبرۃ حینئذ
بالشعور والاطمینان لان فی الحقیقۃ تلبیسا الا

سبب یہ ہوتا ہے کہ صاحب کشف کو ایک امر مجمل کا انکشاف
ہوتا ہے پھر وہ انکشاف اجمالی الہام بن جاتا ہے۔ اس اجمال
کو صاحب کشف علوم و فیوضات جو اسکے سینے میں ہوتے
ہیں ان میں تفصیل کرتے ہیں۔ ایسی جگہ ہے کہ اسکو خبر نہیں ہوتی
اسپر اسکو اطمینان یقین ہو جاتا ہے۔ لہذا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔

[1] ہوان کی موت کو بے وقت کہنا جاہلوں احمدیوں سے ناواقفوں کا کام ہے جو اس الہام نے مراد لیا ہے

ایسا ہی پادری عبداللہ سخت بیمار ہونے کے ہاویہ میں گرا۔ اور معلوم نہیں کہ مرا یا بچا۔ پادی عماد الدین رسالہ نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے سے اور ایکبرالعنت کا ہو اس رسالہ میں اپنے بھیجی گئی تھی مورد ہونے سے ہاویہ میں گرا۔

(۲) عنداول کے مخالف متناقض ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ موت کامل مراد کا ہاویہ ہے۔ اور یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ اس سے گو عبداللہ آتھم بچگیا ہے مگر اصل الہام میں عبداللہ آتھم کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ بلکہ فریق مخالف کے لئے ہاویہ میں پڑنے کی خبر دیگئی ہے سو بمباعۃ کرنیوالے فریق سے ایک ممبر بلکہ اسکا سرگروہ پادری رائٹ صاحب امرت سر میں مرا۔ اور یوحنا جنڈیالہ پادری فورمن لاہور میں مرا۔ اس سے کر بھی اس پیشگوئی کا تحقق ہو گیا۔ نہ تخلف۔ آفرین صد آفرین! اے کادیانی ٹوڑ پوتیرے جرأت و حیا پر کہ جس مونہہ سے تو نے موت کو اصل الہام سے غیر اور اسکی تفسیر قرار دیکر اسکے تحقق کو غیر ضروری ٹھیرایا تھا۔ اور اس تفسیر کو اصل الہام سے متحد بچنے کو وسوسہ شیطان بتایا تھا اسی مونہہ سے تو نے پھر اسکو ہاویہ کا فرد ٹھیرایا اور متحقق بنایا ہے اور اس گروہ کے دو تین شخص کی موت سے اس پیشگوئی کو سچا بنایا ہے۔)

| | |
|---|---|
| الاجمالی من حیث هو محفوظ فی هذا الشروح وبما تبادر الی الله هاجس نفس واستجال طعنه وتسویل شیطان فقصر نظره عن القویز فبقی الامر عنده غیر مبین وبالجمله فمن اتی هذه الصورة المختلطة قال وعد ولم یوجد الموعود ومن اتی کل شق متمیزا من غیره قال الوعد اجمالی قد وفی به ولو فی بعض الاشاة دون بعض فالوجهان جمیعا انما یعتریان المتوسطین واما اصل اکمال فهم بمعزل من ذلک (نیز فی الحرمین مختصرا ص۴۲) | کہ بنگر یہ بیان کیسا اجمال اسکا ہے۔ اسحالت و صورت میں کہ وہ میرے خیال شرح میں محفوظ سمجھا گیا ہے۔ پھر بعض اوقات نفس کا خطور یا خیال یا لعبیت کا استجال یا شیطان کا وہ کہہ جاوے کہتا ہے تو صاحب کشف اس الہام اجمالی اور اس شرح خیالی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اور اسکے نزدیک اصل الہام اور اسکی شرح میں فرق نہیں رہتا پھر جو شخص اس گنڈ صورت کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ ہوا تھا مگر پایا نہیں گیا۔ اور جو شخص ان دونوں میں امتیاز کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ اجمالی تھا سو پورا ہوا خواہ کسی جہان میں ہو۔ (دنیا یا آخرت میں) اور خواہ کسی صورت سے ہو (ظاہری یا تاویلی سے) |

(۳) ضد اول کے مخالف و متناقض وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے ہیں اول یہ کہ فریق مخالف ہاویہ (یعنے موت) میں ڈالا جائیگا۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ حق کیطرف کسیقدر بھی رجوع کرلے گا یعنے موت سے ڈر جائیگا تو وہ اس ہاویہ موت سے بچالیا جائیگا۔ عبداللہ آتھم کے حق میں خدا نے پہلے پہلو کیطرف رُخ نہ کیا بلکہ دوسرے پہلو کو اختیار کیا کیونکہ عبداللہ آتھم نے کسیقدر حق کیطرف رجوع کرلیا تھا۔ اس مذبذب تاویل کو تو ایل کو کادیانی نے اپنے ہی تک نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اس مضمون کا عربی عبارت میں ایک الہام بھی گھڑ کر خدا تعالےٰ پر اسکا افترا کیا۔ چنانچہ کہا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایسا کیا اور مجھے فرمایا ہے اطلع اللہ علیہ وعنہ۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ ولنجوتے وجلالی انک انت الاعلی ونمزق الاعداء کل ممزق ومکر اولئک ھو یبور۔ انا نکشف الستر عن ساقہ یومئذ یفرح المؤمنون ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ وھذا لتنکحن من شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً۔" اس عبارت کے نو فقرے ہیں جنمیں اکثر فقرے قرآن مجید سے پورے پورے چرالے گئے ہیں۔ اور فقرہ اول و سوم و چہارم و پنجم کے بعض الفاظ قرآن سے مسروق ہیں۔ اور ان الفاظ و فقرات کی ترتیب صرف ایجاد بندہ (کادیانی) ہے۔ سو سراسر گندہ جس سے مطلب مقصود کادیانی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا ابدع منکلب ورطبان شاعر کا مصداق تھا لہذا کادیانی کو اسکی تفسیر بھی الہام (یا شیطانی احتلام) سے کرنی پڑی۔ فقرہ اول کا اصل ترجمہ لغتی یہ تھا کہ خدا نے اسکے غم و ہم پر اطلاع پائی جس سے کادیانی کا مطلب

---

نقسمات صحیح

مگر یہ امر متوسط لوگوں کو پیش آتے ہیں۔ اہل کمال ان دونوں سے برطرف رہتے ہیں۔ اڈیٹر بدر کادیانی نے اس مضمون کتاب غیور من الحرمین سے تمسک کرنے پر جتایا ہے کہ میں نادان و کمال میں ناقص ہوں اسلئے خلط نفس امارہ شیطان نے مجھ پر غلبہ کرکے میری اس تفسیر کو (جو میں نے الہام خیال سے کی تھی) اصل الہام اجمال کو ملا دیا۔ اور میں نے غلطی کرکے اصل ہاویہ کو موت قرار دیکر خدا کے مضمون کو تناقض کردیا تھا کہ اگر مخالف کو موت نہ ہوئی تو یہ بےسیاہ کہ کے بچے لعنتی بنایا جاوے۔ بیوقوفیوں میں پڑے شیطان نے مجھ کو کہلایا ہے اور میں اسکی تفسیر کرنے میں غلطی کا مرتکب ہوا مگر اسکے عوارض اسکے حوالہ اور ستانے والے مضمون مذکورہ کا لازمہ نتیجہ ہے۔ بیشک سودہ کبھی اقرار نہ کریگا کہ میں اس تفسیر میں غلطی کا مرتکب ہوا ہوں یہ بھی ہے کہ اس عقدہ اول کے مخالف و متناقض ہونے کا پتہ میں نے اس تفسیر کا صحیح ہونا جتایا ہے

ادا ہوتا تہا۔ اسلئے کادیانی اسپر الہامی تفسیر سے زیادتی کی اور کہا۔ اور اسکو مہلت دی۔ بیشک کہ وہ بیباکی اور سخت گیری اور تکذیب کیطرف میل کرے۔ اور خدا کے احسان کو بہلادے"

فقرہ دوم کا ترجمہ لفظی صرف یہہ تہا کہ تو خدا کی عادت مین تبدیلی نہ پائیگا۔ جو کادیانی کے مطلب کے لئے کافی نہ تہا۔ اسپر کادیانی نے الہامی تفسیر سے یہہ زیادتی کی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہین کرتا جبتک ایسے کامل اسباب پیدا نہو جائین جو غضب الہی کو مشتعل کرین۔ اور اگر دل کو کسی گوشہ مین بہی کچہ خوف الہی مخفی ہو اور کچہ دہر کا شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہین ہوتا۔ دوسرے وقت پر پڑ جاتا ہے" ایسے ہی الہامی تفسیر فقرہ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ کی کہ فقرہ ساتویں کی (جسکا ترجمہ لفظی یہہ ہے۔ "ہم اسکی پنڈلی سے پیسکہولین گے) یہ تفسیر کی ہے کہ ہم اسکی پنڈلیون مین سے ننگا کرکے دکہائین گے یعنے حقیقت کہول دین گے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کرین گے۔ ایسی ہی اپنے تفسیر الہامی باتی فقرات کی کی ہے۔ اس سرت و شکست و رسوائی الہام مذکور پر کادیانی کا یہہ مطلب لوگون پر ظاہر نہوا تہا کہ یہہ غم و ہم کرنا جو اسوی حق کیونکر ہو گیا جسکو الہام (یا استلام) ۱۵ ستمبر ۹۲ء مین عذاب موت کے ٹل جانے کی شرط قرار دیا گیا تہا۔ تو اس نے اس الہام اور اسکی تفسیر کو بلکہ تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد بضمن حاشیہ نمبر ۱ مین اس الہام کی تفسیر در تفسیر کی۔ اور یہہ بات کہی ہے کہ حق کیطرف رجوع کرنیسے یہی ڈر جانا مراد ہے جو عبد اللہ آتہم نے اپنی مضطربانہ حالت سے ظاہر کیا ہے کہ وہ موت سے ڈر کر شہر شہر پہرا اور گہر کے اندر سے اور کتون اور سانپون سے ڈرا کیونکہ حق کیطرف رجوع کرنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت سے قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔

(۲) اور اس عذر کی تائید مین وہ یہہ بہی کہتا ہے کہ کسیقدر ڈر جانا گو نجات اخروی کیلئے کافی نہین ہے۔ (لیکن اسلام و ایمان اس سے ثابت نہین ہوتا۔ جس سے نجات اخروی متصور ہے) مگر اس قدر ڈر جانے سے دنیوی عذاب الہی کا ٹل جانا لازم و ضروری ہے۔ اور اسپر آیت فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ دلیل ہے۔ اور یہ بات بہی قرآن اور بائبل سے ثابت ہے کہ خدا تعالے کی عادت مستمرہ و سنت قدیمہ ہے کہ جب کوئی شریر قوم جسپر عذاب نازل ہونا مقرر ہو چکا تہا عذاب سے ڈر گئے تو وہ عذاب اس سے ٹلا یا گیا۔ اسکے ثبوت مین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ایسی آیات قرآن نقل کی ہین جنمین اس مضمون کا نام و نشان نہین صرف یہہ بیان ہے کہ عذاب اس وقت نازل ہوتا ہے جب کسی قوم سے فسق و ظلم و استہزا حد سے زیادہ ہو جاتا ہے

۳ اور کہتا ہے کہ عبداللہ آتھم کا اسقدر ڈر جانا اس سے ثابت ہے کہ وہ شہر بشہر پھرا۔ اور اگر عبداللہ اس سے انکاری ہو تو وہ ایک مجلس مین مجھ سے مباہلہ کرے۔ اور کہدے کہ ۱۵ مہینہ کے عرصہ مین کبھی ایک لحظہ وہ اس پیشگوئی سے نہین ڈرا۔ اور کبھی سچائی اسلام کا خیال اسکے دل مین نہین گذرا۔ اور کبھی ایک ذرہ اسلامی توحید کا خیال اور تثلیث سے انکار اسکے دل مین نہین آیا۔ اسکے بعد اگر ایک سال تک اسکو موت نہ آئی تو اسکو سچا سمجھا جائیگا۔ اور ایک ہزار روپیہ اسکے ملک کیا جائیگا جو بطور امانت دیا خذ ضمانت ابھی سے اسکے پاس رکھوایا جائیگا۔ اور اگر عبداللہ آتھم نے اس فیصلہ کیطرف رجوع نہ کیا۔ تو گویا میری اس بات کو کہ وہ میری پیشگوئی سے کسیقدر ڈر گیا تسلیم کر لیا۔

۴ اور کہتا ہے کہ اس پیشگوئی مین دوسرے پہلو کو خدا نے اسلئے اختیار اور پہلے پہلو کو ترک کیا۔ کہ پہلا پہلو (یعنے موت عبداللہ آتھم) مجروح اور تختہ مشق اعتراضات ہو گیا تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ مرنا کیا نئی بات ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب پہلے ہی موت کا فتوی دیچکے ہین۔ کہ چھ ماہ تک فوت ہو جائیگا۔ کوئی کہتا تھا کہ بڈھا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ کمزور ہے۔ موت کیا تعجب ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ جادو سے مار دینگے یہہ شخص بڑا جادوگر ہے خدا حکیم و علیم نے جب دیکھا کہ معترضون نے اس پہلو کو بہت کمزور اور مشکوک کر دیا ہے اور خیالات سے اسکا اثر اوٹھا دیا ہے۔ تو عبداللہ آتھم کے دل پر عظمت اسلام کا رعب ڈالکر پہلو ثانی سے اسکو حصہ دیدیا۔ اور موت کے پہلو کو ٹال دیا (اس قول سے کادیانی نے یہ جتایا ہے کہ وہ دہریہ ہو خدا کو صفت علم و قدرت کے ساتھ نہین مانتا۔ اسکی تشریح اس قول کے جواب مین ہوگی۔ انشاء اللہ)

۵ اور کہتا ہے کہ ایک فائدہ اس پہلو دوم کے اختیار کرنے مین یہہ بھی ہے کہ اگر پہلو اول کو اختیار کیا جاتا۔ اور عبداللہ آتھم مر جاتا تو ہماری جماعت مین عام لوگ جنمین رذیل کمینہ سفلہ اور موٹے سمجھ والے لوگ بھی شامل ہین داخل ہو جاتے۔ اور ہماری شریف اور پاک جماعت کے ہم پہلو ہو جاتے

لیکر اس جماعت کو ناپاک کر دیتے۔ اس فائدہ کی تائید و ثبوت مین وہ کہتا (۶) ہے کہ خدا کی عادت قدیمہ اور سنت مستمرہ معجزہ و نشان نمائی مین یہی چلی آتی ہے۔ کہ وہ ایسے باریک و عالیشان معجزہ و نشان ظاہر کیا کرتا ہے جنکو صرف عالیشان شریف و نجیب و زیرک لوگ و باریک بین سمجھ سکین نہ ایسے عام فہم نشان جنکو کمینہ لوگ اور موٹی عقل والے سمجھ سکین۔ اور وہ ایسے نشان دیکھکر داخل جماعت ہون۔ اور وہ ان شریفون اور نجیبون اور زیرک لوگون کے ہم پہلو جگہ لیکر انکے عار و ننگ کا موجب ہون۔ اور اس جماعت کو ناپاک کرین۔ خدا تعالے ان لوگون کو جماعت شرفا و عقلا سے علیحدہ اور خارج کرنے کی غرض سے اپنے نشانون پر پردے ڈال دیتا ہے۔ خدا تعالے قادر تو ہے کہ وہ ایسا نشان دکہاوے جس کو تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت کمینہ بہی سمجھ سکین اور اس نشان کیطرف جھک جائین مگر ایسا نہ کبہی ہوا۔ اور نہ آیندہ ہوگا۔ ایسا نشان دیکھکر ایمان لانا ایمان بالغیب نہین کہلاتا جو نجات کا مدار ہے اور نہ وہ موجب ثواب ہو سکتا ہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا موجب ثواب نہین ہو سکتا۔ لہذا ایسا نشان حامی ایمان نہین ہوتا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا ہے۔

(۷) ان وجوہات پر ناز اور فخر کرکے کادیانی ان علماء اسلام کو جو اس پیشگوئی مین اسکو جہوٹا قرار دیکر اسکے تکذیب مین اشتہار جاری کر چکے ہین نیم عیسائی بنا کر انپر لے دے کرتا اور یہہ کہتا ہے کہ انکا مجھے جہوٹا کہنا اسلام پر حملہ کرنا ہے کیونکہ مین اگرچہ انکے نزدیک کافر بلکہ اکفر تہا مگر پہر بہی اسلام کا وکیل تہا۔ اور اس پیشگوئی سے اسلام کی سچائی عیسائیون پر ثابت کرنا چاہتا تہا پس اگر مین اس پیشگوئی مین جہوٹا ہوا تو گویا اسلام جہوٹا ہوا۔ اور اسکی تائید مین ایک فرضی تمثیل پیش کرتا ہے کہ اگر بہنگی یا چمار اسلام کی حمایت مین عیسائیون کا مقابلہ کرے گا۔ تو یہہ ممکن نہ ہوگا کہ خدا تعالے اس بہنگی کو ذلیل کرے۔ اور عیسائیون کو اس پر فتحیاب کرے۔ خدا تعالے کا اسکا بہنگی یا چمار ہونا نہین دیکہے گا۔ بلکہ اپنے دین کی عزت رکہے گا۔ پہر تم مجھے عیسائیون کے مقابلہ مین کیون مغلوب اور ذلیل قرار دیتے ہو۔

(۸) اس فخریہ الزام کے ساتھ وہ ان علماء اور ان تمام اشخاص مذہب غیر عیسائی ہندو آریہ سکھ وغیرہ کو جو اس پیشگوئی کو دروغگوئی کہنے مین مسلمانون کے شریک ہین۔ اور وہ کادیانی کے جھوٹا ہونے پر اظہار مسرت کر چکے ہین۔ وہ گندی کامیابی ہی دیتا ہے۔ اور یہہ کہتا ہے کہ اب بھی عبد اللہ آتھم سے میرے عذر سوم کی تکذیب بصورت مذکورہ بالا کرانے کے بغیر بھی جھوٹا کہو گے۔ تو تم شریف اور حلالزادے نہین ہو کمینے اور حرامزادے ہو۔

(۹) ان ملمعہ سازیون اور تبرا بازیون کے ساتھ وہ اپنے دام افتادہ احمقون اور گمراہ شدہ مریدون کو اپنی صداقت اور فتح جتلا کر اپنے دام سے باہر نکلنے پر یہہ ڈر سناتا ہے کہ اگر تم مجھ سے الگ ہو گئے تو تمہارا پچھلا حال پہلے حال سے بدتر ہو جائیگا۔

**یہہ اسکے عذرات** اور انکے وجوہات ہین جنکو اس نے ۴ صفحہ اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور اکیس صفحہ رسالہ "بے انوار" مین بیہودہ و بیراہ اور لغو و مکرر سہ کرر عبارات مین بیان کیا ہے۔ ہمنے (۶) صفحون مین اس کا پورا مطلب بہ تہذیب و تلخیص ادا کر دیا **ولیکن اے صاحبو!** اسکے یہ عذرات اور انکے وجوہات من اولہا الی آخرہا اسکی اس روسیاہی کو اٹھا نہین سکتے۔ اور اس پیشگوئی مین اسکو سچا نہین کرتے بلکہ پکا کاذب ملعون کافر اور فریبی اور حیلہ ساز بناتے ہین اور اسکی روسیاہی پر سیاہی کے گھٹا چڑھاتے ہین۔ اور یہہ بتاتے ہین کہ بیحیائی بیشرمی بے ایمانی ہٹ دہرمی مین بات بنانی اور ایک بات کہکر اس سے مکر جانی۔ اور پھر منکر نہ کہلانے مین دنیا بھر مین اسکا کوئی نظیر نہین ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اور اس دعوی کی دلیل دل لگا کر سنو۔

**اسکا پہلا عذر** اسلئے اسکی روسیاہی کو نہین مٹاتا۔ بلکہ اسپر سیاہی کی گھٹا چڑھاتا ہے۔ کہ مسلمانون نے اسکو یہ نہین کہا کہ تیرے اصل الہام مین موت کا وعدہ تھا۔ وہ پورا نہین ہوا اسلئے تیرا مونہہ کالا کرنا چاہیئے وہ اسکو ایسا کہتے تو اسکے جواب مین اسکا عذر بجا ہوتا۔ مسلمان تو اسکو یہ کہہ رہے ہین کہ تو نے اس الہام کی تفسیر مین ہاویہ کو موت قرار دیا تھا۔ اور اس موت کے عدم وقوع پر مونہہ کالا کرانا قبول کیا تھا۔ اب اسکا وقوع نہین ہوا تو تیری اس تفسیر و اقرار کے رو سے (نہ اصل الہام کے حکم سے) ہمارا حق ہو گیا ہے کہ ہم تیرا مونہہ کالا کرین اور تیرے گلے مین رسہ ڈالکر تجھے شہر بشہر پھرا دین۔ اور جب تو تھک جائے تو تجھے ایک گدھے پر جسکو ایک بھنگی ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ لے پھریگا۔ پھر سوار کرادین۔ اس صورت مین اے صاحبان! الانسان اکاذیبی کا یہ عذر کب لائق قبول ہے۔ اور وہ اس سزا کو کب ٹال سکتا ہے۔ اے حضرات ناظرین! مسلمان تو اسکو چلا چلا کر کہہ رہے ہین کہ اس پیشگوئی سے موت مراد قرار دینا اور اسکے عدم وقوع پر ایسی سخت سزا مان لینا۔ اے کادیانی تیری نادانی یاد ہو کہ وہی دعوے ایمانی ہے تو جسوقت مین اپنے ازالہ کے صفحہ ۴۰۰ مین یہ لکھ چکا ہے کہ انبیاء اپنی پیشگوئی کے معنے سمجھنے مین غلطی کیا کرتے (عیاذاً باللہ) تو پھر تو اپنی پیشگوئی کے معنے سمجھنے مین کیونکر غلطی سے بری ہو سکتا ہے کیا تیرا الہام دنیا کے الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے یا تو اپنے الہام کے معنے سمجھنے مین غلطی و خطا سے معصوم ہے۔ اگر تیرا یہ دعوی ہو تو تیرے کافر و بے ایمان ہونے مین کیا شک ہے اور اگر تجھ کو یہ دعوی نہین تو پھر اپنی پیشگوئی کے ان معنوں کا جو تو نے تجھ پر یقین کی تاکید کر جاکر اسعبدالحق دہلوی تیرا اس تعین کو ظاہر کرنا صرف لوگونکو دھوکہ دینا اور اس غرض سے ہے کہ اگر اس عرصہ مین عبداللہ بسبب اتفاق تقاضا سنہ و عمر فوت ہو گیا تو تو لوگون کو دام مین لاؤنگا اور اگر وہ فوت نہوا تو یہ کہدونگا کہ اصل الہام مین فوت ہونیکا وعدہ نہ تھا بلکہ صرف ہاویہ کا وعدہ تھا جو ہر ایک کافر کو مرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے اس سے موت مراد ہونا میری طرف سے بطور تفسیر تھا جو غلط نکلا۔

یہ باتین کادیانی کو اشاعۃ السنۃ نے اپنے نمبر ۹ جلد ۱۰ کے صفحہ ۲۲۹ و صفحہ ۲۳۰ وغیرہ صاف طور پر کہدی ہین اور مسلمانون نے زبانی اور اخبارون مین اور کادیانی کے گھر پہنچکر کہی ہین۔ مگر کادیانی اور اسکے گمراہ اور اندھے بہرے حواریون نے کسی کی ایک نہ سنی اور ان سب کے مقابلہ مین دعوئی موت عبداللہ آتھم پر مصر قائم رہے۔

اخبار عام ماہ جولائی ۱۸۹۷ء کے کسی پرچے مین ایک کشمیری حواری کادیانی کے منکرین منکرین کادیانی سے یہ دریافت کی تھی کہ لوگو! اس کافر و انکار مین کیون جلدی کرتے ہو پیشگوئی موت عبداللہ آتھم کا انتظار تو کر لو اسکے جواب مین ایک مسلمان نے کہا کہ اگر عبداللہ آتھم فوت ہوا تو بھی کادیانی کا الہام واجب التسلیم نہوگا بلکہ نبیون اور سابق الہامون کے الہام کا بقول کادیانی ظاہری معنے سے وقوع ضروری نہین ہے۔ تو کادیانی کا الہام اگر ظاہری معنے سے (جسکا کادیانی کو دعوے ہے) واقع ہو گیا۔ کیون تسلیم کیا جاویگا۔ اسکے جواب مین اس کشمیری حواری نے اخبار عام کے ۱۸۹۷ء کے کسی پرچہ پر یہ مشتہر کیا تھا کہ جو پیشگوئیان انبیاء و ملہمین سابقین کے اپنے ظاہری معنے سے وقوع مین نہین آئین وہ کسی کے مقابلہ مین اور کسی دعوی کی تصدیق کے لئے ہوئی ہین۔ بخلاف اس کادیانی

موت عبداللہ آتہم کے کہ یہہ بمقابلہ عیسائیون کے اور ایک دعویٰ کے تصدیق کے لئے ہوئی ہے۔ لہذا اس پیشگوئی کا اسی معنے ظاہری سے واقع ہونا ضروری ہے جو اس سے یقیناً سمجھے گئے ہین اسی اگست ۱۸۹۴ء کے اخیر مین دو شخص بظاہر مسلمان در پردہ عیسائی مرزائی اور نیچری (ایک مولوی نور محمد مالک نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور۔ دوسرا منشی فتحدین ملازم سردار محمد عمر رئیس موکل) قادیان پہنچے۔ تو انمین سے دوسرے صاحب اڑڑپوپو کادیانی سے مستقر ہوئے کہ یا حضرت! اگر یہہ پیشگوئی اپنے ظاہری معنے سے جو آپنے بیان کئے ہین واقع نہوئی یعنے عبداللہ آتہم فوت نہوا تو پہر کیا ہوگا کیا اسمین کوئی تاویل نہین۔ تسپر اڑڑپوپو صاحب بولے کہ اگر مگر کی یہان گنجایش نہین یہہ پیشگوئی اسی معنی کو ضرور ہی پوری ہوگی۔ یہ بات ہمسے سردار محمد عمر مذکور نے جو ہمارے مخلص دوست ہین اور وہ ان لوگون کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ گئے تہے کہی ہے۔ ایسی ہی اگست کے آخیرون کی روایت و حکایت ایک سکرٹری انجمن حمایت اسلام کو ایک خاص حواری کادیانی کے ذریعہ سے پہنچی تہی کہ عبداللہ آتہم ضرور فوت ہوگا اسمین تاویل کوئی نہین ہے۔ اس حواری کا ایک رشتہ دار اوائل ستمبر مین لاہور سے نئی پوشاک لیکر قادیان پہنچا تہا کہ ۶ ستمبر کو جو موت عبداللہ آتہم پر قادیان مین عید ہوگی اسمین یہہ پوشاک پہنونگا گو آخر اسکو عید کی جگہہ محرم کرنا پڑا۔ اس وقت کادیانی اور اسکے اتباع کا یقین کے ساتھ یہہ دعویٰ تہا کہ اس پیشگوئی مین کوئی تاویل نہین ہے ضرور عبداللہ آتہم فوت ہوگا ورنہ کادیانی اس سزا کا مستحق ہوگا جسکو وہ مان چکا ہے۔

کیا اس صورت مین اے صاحبان منصفین مسلمانون کا حق نہین ہے کہ وہ کادیانی کو اس تفسیر پر یقین کرنیکی وجہ سے اور اس یقین پر جزاء مذکور کو مان لینے کی نظر سے (نہ اصل الہام کی نظر سے) درخواست کرین کہ جناب اکذب! تشریف لائیے۔ اپنا مونہہ کالا کرائیے۔ اپنے گلے مین رسہ اور لعنت کا سائن بورڈ ڈلوا کر شہر بشہر پہر کر لوگون کو اپنے جمال باکمال کا نظارہ کرائیے۔ اور تہک جانیکی حالت مین گدہے پر بشوق و ذوق سے سوار ہو جائیے۔ کیا اس درخواست کے جواب مین کادیانی یہہ عذر کر سکتا ہے کہ اصل الہام مین صرف "ہاویہ" کا وعدہ تہا موت کی تجویز تو صرف میری تفسیر تہی جو خطا نکلی کیا یہہ عذر باوجود اس تفسیر کے اور اسپر یقین کرکے وعدہ مذکور کر لینے کی اس سزا سے بری کر سکتا ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین کیا اس عذر کے جواب مین وہ لوگ یہہ نہین کہہ سکتے

کہ ہم اصل لفظ الہام (یا شیطانی احتلام) کی نظر سے تیرا مونہہ کالا کرنا نہین چاہتے بلکہ تیری اس تفسیر کی نظر سے جسپر تجہے اور تیری تمام جماعت کو یقین تہا۔ اور تیری اس وعدہ کی دست آویز سے جو اس یقین پر تو مشتہر کر چکا تہا بیشک کہہ سکتے ہین۔ اور ہزار بار کہہ سکتے ہین۔ اور یہہ کہکر اس عذر کو رد کر سکتے ہین

عذر دوم۔ تین وجہ سے۔ کادیانی کی روسیاہی کو نہین مٹا سکتا۔ بلکہ اسپر اور سیاہی کی گھٹا چڑہاتا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ وہ عذر اول کے صریح مخالف و متناقض ہے۔ عذر اول مین وہ موت کو ہاویہ سے مغایرت اور اپنی غلطی خیال کا نتیجہ قرار دے چکا تہا۔ اب وہ اسکو ہاویہ کا فرد کامل ٹہیراتا ہے جو عینیت و کمال اتحاد کا مثبت ہے۔ اور یہہ دونون امر مغایرت و اتحاد آپسمین متناقض و متعارض ہین۔ لہذا بحکم اذا تعارضا تساقطا دونون ساقط الاعتبار ہوئے

افسوس صد افسوس کادیانی کے اتباع سے۔ ایک شخص بہی اہل علم اور صاحب دانش نہین۔ جو ایسی ڈبل غلطیون پر اسکو متنبہ کرے۔ اور اگر وہ متنبہ نہو تو اسکے اتباع سے ہاتھ اوٹھا کر اس ذلت سے بچے

وجہ دوم یہہ کہ ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء تک (جو موت عبد اللہ آتہم کی میعاد کا آخری دن تہا) تو کادیانی یا اوسکے کسی پیرو نے فریق مخالف سے بجز عبد اللہ آتہم اور کسیکو مراد قرار نہ دیا۔ اور ہر ایک کا دعوی عبد اللہ آتہم ہی کی موت کا تہا۔ باوجودیکہ صفحہ ۲۳۲ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱۵ مین جو جون ۱۸۹۴ء کو شایع ہو چکا تہا۔ اس لفظ "فریق" کی نسبت یہہ ریمارک کیا گیا تہا کہ "دلیل دوم۔ (منجملہ اندرونی دلائل دروغگوئی ہونے پیشگوئی مذکور کے) اس پیشگوئی مین مخالف حق ہلاک ہونیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہین ہوئی۔ صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے جس سے نہ تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریق عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباحثہ جن مین ڈپٹی عبد اللہ آتہم کے علاوہ کئی اور اشخاص (پادری جے ایل ٹہاکر داس۔ پادری عبد اللہ اور پادری ٹامس ہاول صاحب اور ڈاکٹر ایچ ایم کلارک صاحب وغیرہ وغیرہ بہی داخل تہے) مراد ہین۔ یا ان مین کوئی شخص اس ابہام و عدم تعیین سے یہہ مقصود معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر بحسب اتفاق و انقضاء مدت عمر ڈپٹی

عبداللہ آتہم (جنکے پاؤن گور مین لٹک رہے ہین اور وہ اپنی پیرانہ سالی اور کمال درجہ کی کمزوری کی وجہ سے گویا
مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہو رہے ہین۔ اس دنیا سے سدہارے۔ تو انکو اسکا مصداق
بنایا جائیگا۔ ورنہ یہہ کہدیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے اور شخص مراد ہے جسکا تمام عیسائیان پنجاب ہندوستان
سے یا خاصکر عیسائیان جنڈیالہ و امرتسر سے (جو مباحثہ مین شریک تہے) پندرہ ماہ مین فوت ہونا ممکن ہے"
اس ریمارک کے مشتہر ہونے پر بہی کادیانی اور اسکے کسی پیرو نے اُف نہ کیا۔ اور سانس نہ لیا۔ اور
برخلاف شہرۂ عام موت عبداللہ آتہم کے یہ نہ کہا کہ ہمنے عبداللہ آتہم کو خاص نہین کیا۔ لفظ "فریق مخالف"
عبداللہ آتہم سے مخصوص نہین ہے پہر جب ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئے اور عبداللہ آتہم کو موت نہ آئی تو یہہ بات
بنائی گئی ہے۔ لہذا اب اس بات کو کون سنتا ہے۔ اور اس سے بجز دہوکہ دہی و فریب بازی کیا ثابت
ہوتا ہے۔ اس سے وہ روسیاہی اوتر نہین سکتی۔ بلکہ اور زیادہ ہوتی ہے۔

وجہ سوم۔ قطع نظر ان دونون وجہون (اول و دوم) سے یہہ بات بن بہی نہین سکتی۔ یہہ تب
بنتی جبکہ فریق مخالف سے ایک کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ تمام ہندوستان پنجاب کے نہ سہی۔ خاص کر گروہ
کے وہ لوگ جو مباحثہ مین شامل و شریک تہے سب کے سب مرجاتے۔ اور انمین سے کوئی نہ بچتا۔ صرف
پادری رائیٹ یا یوحنا۔ یا پادری فورمن (جو مباحثہ مین شامل ہی نہ تہا) کے فوت ہو جانے سے فریق
مخالف کا فوت ہو جانا صادق نہین آتا۔ اسپر روشن اور قوی دلیل جس سے کادیانی کو گریز و انکار کی کوئی
سبیل نہ نکلی۔ یہہ ہے کہ فریق مخالف مجموعہ اشخاص مخالفین کا نام ہے نہ ایک یا دو یا تین شخص کا۔ اس امر کو
کادیانی نے اپنی حماقت و جہالت سے خود اپنے رسالہ بے انوار ۲۱ صفحہ کے صفحہ ۲ سطر ۴ و ۵ مین اس غرض سے بیان
کیا ہے کہ عبداللہ آتہم کی خصوصیت جاتی رہی۔ اور اسکو نہ مرنے سے جو مجہپر اعتراضون اور لعنتون کی بوچہاڑ
پڑ رہی ہے وہ موقوف ہو جائے۔ مگر بحکم آنکہ "دروغ گو را حافظہ نباشد" آپنے یہ نہ سوچا کہ مرے تو صرف
دو یا تین اشخاص ہین۔ اور مین فریق مخالف تمام گروہ کو قرار دے رہا ہون۔ پہر وہ لفظ دو یا تین شخص کے
فوت ہونے سے کیونکر صادق ہوگا۔

اب اسکی اصل عبارت سنو جو رسالہ بے انوار کے صفحہ ۲ مین حوالہ قلم ہوئی ہے آپ فرماتے ہین۔ عرفاً

فریق اس تمام گروہ کا نام ہے۔ جو ایک کام بالمقابل کرنیوالا ہے۔ یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو۔ اور پیشگوئی کی کسی عبارت مین نہین لکہا کہ فریق سے مراد صرف عبد اللہ آتہم ہے۔ ہان جہانتک مین نے الہام کے معنے سمجہے وہ یہی تہے کہ جو شخص اس فریق سے بالمقابل باطل کی تائید مین بنفس خود بحث کرنیوالا ہے اسکے لئے ہاویہ سے مراد سزا موت ہے۔"

اس تصریح و بیان کادیانی کے ساتھ کہ عرفاً فریق تمام گروہ کا نام ہے۔ نہ منجملہ گروہ ایک یا دو یا تین کا کادیانی کا دو یا تین شخص کو فریق قرار دینا اور صرف ان کی موت سے فریق مخالف کی موت کے وقوع کا دعوے کرنا۔ اور اس سے اپنے الہام کو صادق اور واقع قرار دینا۔ اس روسیاہی کو بڑہاتا نہین تو اور کیا ہے۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ حیا کسی سے مستعار لیکر ہی عمل مین لاؤ۔

تیسرا عذر تو اے ناظرین باتمکین کادیانی کی روسیاہی پر سیاہی کئی تہ جماتا ہے۔ اور اسکو آیت ظلمات[1] بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بناتا ہے۔ اور اس عذر کی تفصیل و تائید مین جو نو باتین اسنے کہی ہین۔ وہ اسکی بے ایمانی بیحیائی دہوکہ بازی حیلہ سازی کا ایسا کامل ثبوت دیتے ہین کہ اسمین کسی صاحب فہم و انصاف کو ایک ذرہ اشتباہ باقی نہین رہتا۔ بلکہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ کادیانی خدا تعالے پر افترا کرنے مین بڑا دلیر۔ آیات کی تحریف مین بے نظیر۔ خدا تعالے کے صفات علم و قدرت کا منکر۔ معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکاری دہوکہ دینے مین اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔ دشنام دہی و فحش گوئی مین بہنگیون اور بازاری شوہدونکا گروہ ہے اور ان اوصاف کے ساتھ اسکا دعوے الہام و رسالت و ولایت صاف مظہر ہے کہ وہ دہریہ ہے۔ خدا اور رسول اور جزا و سزا کا بالکل قابل نہین۔

ناظرین توجہ کرین! اور ہمارے ہر ایک دعوی کا ثبوت دلائل قطعیہ سے سنین۔

اولاً کادیانی کا یہ دعوے کہ کسیقدر رجوع کیحالت مین موت سے بچالینا۔ اصل الہام کا ایک پہلو تہا

---

[1] ترجمہ: اندہیرے ہین ایک دوسرے پر چڑہے ہوئے۔ جب ان مین کوئی ہاتھ نکالتا ہے تو قریب ہے کہ اسکو دیکہہ نہ سکے اور جس کو خدا تعالے نور نہ دے اس کو کوئی نور نہین ملسکتا۔

محض دروغ بے فروغ ہے۔ ناظرین حصہ دوم مباحثہ امرتسر کا صفحہ ۱۷ دیکھین۔ اسمین کسیقدر کا لفظ کہان ہے؟۔ پس اگر یہہ لفظ اسمین نہ پاوین تو بحکم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کادیانی پر ہزار لعنت بھیجائین۔ اور ہمارے اس دعوی کی تصدیق کرین کہ کادیانی جہوٹ بولنے مین بڑا دلیر ہے۔ اے حضرات اصل الہام (یا احتلام) کادیانی کی عبارت یہہ ہے "بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے" جس سے (بحکم قاعدہ المطلق اذا اطلق ارید منہ الفرد الکامل یعنے جب کوئی لفظ بے قید بولا جاتا (جیسے پانی کا لفظ) تو اس سے اسکا فرد کامل مراد لیا جاتا ہے یعنی وہی پانی معروف جو پینے دہونے غسل کرنیکے کام مین آتا ہے نہ عرق انگور یا شراب یا پیشاب (جو ناقص طور پر اور مجازاً پانی کہلاتے ہین) اس وقت رجوع بایمان و اسلام مراد سمجہا گیا تہا۔ اور کادیانی اور اسکے پیروان کے فہم مین بہی یہی آیا تہا کہ اگر عبد اللہ آتہم مسلمان ہوگیا تو وہ سزاے موت سے بچ جائیگا ورنہ ضرور مارا جائیگا۔ پہر جب آخری تاریخ وفات عبد اللہ آتہم جو حساب کے رو سے ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء تہی گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتہم کو موت نہ آئی تو کادیانی نے بجاے رجوع بسوے حق کسیقدر رجوع کرنیکا دہکوسلہ بنا لیا۔ اور اپنے رسالہ بے انوار کے صفحہ ۱۷ سطر ۱۷ مین یہہ لکہدیا کہ الہامی عبارت مین مدعا یہہ تہا کہ حق کیطرف رجوع کسیقدر جہکنے کی حالت مین موت وارد نہین ہوسکتی۔ اور خدا سے اور دنیا سے ڈر کر یہہ نہ سوچا کہ اصل الہام مین کسیقدر رجوع کرنے یا جہکنے کا لفظ تو نہین بولا گیا۔ بلکہ رجوع بحق کا لفظ بولا گیا ہے۔ جس سے مراد بجز رجوع کامل کے کچہہ سمجہہ مین نہ آیا تہا اور نہ آسکتا ہے۔ پس اگر یہہ الہام خدا کی طرف سے تہا۔ اور اس سے مراد کسیقدر رجوع تہا تو پہر کیا اس وقت خدا تعالے کو یہہ لفظ کسیقدر بولنا یاد نہ رہا تہا۔ تعالے اللہ عما یقولہ الظالم المفتری الکادیانی علوا کبیرا اور یہ نہ سوچا کہ اگر کسیقدر رجوع بحق عبد اللہ آتہم کو سزاے موت سے بچانے اور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے کافی تہا تو پہر اس موت و عذاب کا اسکو وعدہ ہی کیون دیا۔ اور یہہ ڈر کیون سنایا۔ اس کسیقدر رجوع بحق سے تو عبد اللہ آتہم اس وعدہ عذاب اور ڈر سنانے کے وقت بہی خالی نہ تہا۔ اور نہ اس سے پہلے کبہی خالی رہا ہے۔ اور نہ کوئی بشر اس سے خالی ہوسکتا ہے۔ خدا تعالے کو ماننا اور اسکو اپنا خالق و مالک و لائق عبادت سمجہنا۔ (۲) یا مخلوق خدا کسی قسم کا نیک سلوک کرنا۔ (۳) یا اپنے ہم جنس یا اولاد پر رحم کرنا اور ترس کہانا۔ ایسے حق کے اقسام و افراد ہین جن سے کسی ملت مذہب کا کوئی آدمی خالی

نہین ہوتا۔ آخری دو صفات ایسے حق کے افراد مین کہان سے وہ لوگ بھی خالی نہین جو ہر یہ کہلاتے ہین تیسری صفت ایسی فرد حق ہے کہ اس سے بہائم اور وحشی جانور بھی خالی نہین ہے جو اپنی اولاد کو پیار کرتے ہین پھر کیا عبداللہ آتھم تمام جہان کے اہل مذاہب بلکہ دہریون بلکہ حیوانون اور وحشیون سے بھی گیا گذرا تھا کہ اس کے دل مین اس مزاموت کا وعدہ دینے اور اس سے ڈرانے کیوقت اس قدر حق بھی نہ تھا کہ وہ خدا کو خالق و مالک جانتا ہو۔ یا مخلوق خدا سے نیک سلوک کا قائل ہو۔ یا اپنے ہمجنس اولاد پر رحم کرتا ہو۔ اسلئے اسکو اس عذاب موت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین مباحثہ کیوقت وہ خدا تعالےٰ کے وجود اور خالقیت کا قائل تھا۔ اور مخلوق خدا سے حسن سلوک اور اپنے ہم جنسون اور اولاد پر رحم کرتا تھا۔ اور خاص کر اپنے بھائی کادیانی سے اس نے بہ حسن سلوک کیا ہے کہ کادیانی اسکو آنمکار مباحثہ مین سخت الفاظ سے یاد کرتا رہا۔ اور وہ اسکے جواب سے اسکو معافی دیتا رہا۔ اور اسکے حق مین بدزبانی سے پیش نہین آیا۔ چنانچہ اصل مباحثہ اور اس مباحثہ کی لسنیت اسلامی رسالے مندرجہ جلد ہذا کے ناظرین پر مخفی نہوگا۔

کادیانی خود تو جہان کے احمقون سے زیادہ احمق تھا ہی اس نے اپنے خداوملہم کو (جو یقیناً معلم الملکوت ہے) بھی احمق بنایا ہے۔ اور یہ جتایا ہے کہ اسکا ملہم کسیقدر حق کو مزیل عذاب موعود قرار دیتا ہے اور اتنا بھی نہین سمجھتا کہ کسیقدر حق سے کوئی بشر بلکہ کوئی حیوان بھی خالی نہین۔ لہذا اسقدر حق کے موجود ہونیکے ساتھ عذاب سے ڈرانا اور ہلاکت کی خبر سنانا۔ پھر اسیقدر حق کی نظر سے اس عذاب کو ٹلا دینا حماقت و سفاہت ہے۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

**بالجملہ** اصل الہام (یا احتلام) مین کادیانی کا لفظ رجوع بحق (جس سے مراد کمال رجوع باسلام سمجھا گیا تھا) کہنا۔ اور جب عبداللہ آتھم کا باوجود مسلمان نہونے کے موت سے بچ جانا نظر آیا تب اوس سے مراد وہ عام کسیقدر رجوع (جو بوقت الہام مذکور بھی عبداللہ آتھم مین پایا جاتا تھا) بتانا اس الہام کے سراسر افترا و شیطانی احتلام ہونے اور کادیانی کے مفتری و کذاب ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

**دوسری دلیل** اس الہام کے احتلام ہونے پر یہہ ہے۔ کہ کادیانی پنجابی ہے اور اسکی قوم اور اول مخاطب بہی پنجابی ہین۔ اور یہہ الہام عربی۔ حالانکہ خدا تعالے کی قدیم سنت ہے کہ خدا تعالے نے ہر ملہم نبی و مرسل کو جنہین کادیانی شمولیت کا دعوی کرتا ہے۔ (دیکہو صفحہ اول لوح ازالہ اوہام کادیانی اور اسکا صفحہ ۵۳۲ و صفحہ ۶۷۳ اور اسکا رسالہ شہادت القرآن کا صفحہ ۲۴ وغیرہ وغیرہ) اسکی قوم کی زبان مین کلام و الہام سے مشرف فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ یونس مین ارشاد ہے "ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا۔ مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ اون کو بیان کردے۔ اور از انجا کہ بیان وہی مفید و موجب فہمایش و ہدایت ہوتا ہے۔ جسکو مخاطب سنکر اپنے ذاتی اور مادری زبان مین سمجہہ لین۔ لہذا اس سنت کی ایک حکمت یہہ بہی ہے کہ جو کچہہ نبی مرسل کہے اسکو اسکے اول مخاطب اپنی زبان مین سمجہہ سکین۔ پس اگر یہہ الہام خدا تعالے کیطرف سے ہوتا۔ تو سنت قدیمہ الٰہیہ کے مطابق ٹھیٹھ پنجابی مین ہوتا اوی غلام احمد اسان عبد اللہ اتھم نون ایس گلے نئین مادیا جو ھن سانون ملوم ھوئی اے کہ اوہ ڈر گیا سی یا اسکی مانند اور پنجابی الفاظ مین

> وَمَا اَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (یونس ع ۱)

اس الہام کا ایسے عربی الفاظ مین ہونا جنکا مطلب کادیانی خود بہی بلا تفہیم الٰہی سمجہہ نہین سکا اور اس الہام کے ساتھ الہامی تفسیر کا جو اصل الفاظ سے کوئی تعلق نہین رکہتی نازل ہونا روشن دلیل ہے کہ یہہ الہام رحمانی نہین بلکہ احتلام شیطانی ہے۔ یہہ دلیل ایسی روشن اور وسیع ہے کہ اسکے جملہ الہامات کادیانی جو اکثر عربی مین ہوئے ہین۔ اور وہ براہین کادیانی اور اسکی دیگر تصانیف مین درج ہو کر مشتہر ہو چکے ہین۔ اور انمین پنجابی زبان جو کادیانی اور اسکی مخاطب قوم کی مادری زبان ہے ایک بہی نہین ہے سب کے سب احتلام شیطانی ہو گئے ہین۔

ریویو براہین احمدیہ کی تحریر کے وقت ہمکو یہہ دلیل نہین سوجہی۔ ورنہ اس وقت ان الہامون شیطانی احتلامون کا کام تمام کر دیا جاتا۔ مگر بحمد اللہ اب بہی ایک موقع مناسب مین اس دلیل کا

خدا کی طرف سے القاء ہوا۔ جو کادیانی کے جملہ عربی الہامات پر کاری زخم لگا۔

تیسری دلیل اسکے احتلام ہونے پر یہہ ہے کہ اس الہام کی عربی عبارت جسقدر کادیانی کی ایجاد ہے وہ ایسی گندی اور مکروہ ہے کہ وہ الہام الٰہی ہرگز نہین ہو سکتی۔ اور معہذا وہ مطلب مقصود کادیانی کو ادا کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا کسی مسلمان سے یہہ جرأت نہین ہو سکتی کہ ایسی عبارت واہی اور بے مطلب کو الہام الٰہی تسلیم کرکے الہام کو بٹہ لگا دے۔ اور مخالفین اسلام سے جو تہوڑی بہت عربی جانتے ہین الہام کی ہنسی کرا دی۔ اگر ہم کادیانی کے جملہ ایجادی فقرات اور آیات قرآنی مین اسکے تصرفات کی تفصیل کرین تو اس سے بہت تطویل متصور ہے لہذا بطور تمثیل صرف ایک فقرہ کی قلعی کھولتے ہین۔ اسکا فقرہ نمبر ۷ یہہ ہو "انا نکشف السر عن ساقہ" جسکا لفظی ترجمہ یہہ ہے۔ "ہم اسکی پنڈلی سے بہید کہولینگے"۔ اور اسکی تفسیر جو کادیانی نے الہام سے کی ہے یہہ ہے۔ ہم اصل بہید کو اسکی پنڈلیون سے ننگا کرکے دکھا دین گے یعنی حقیقت کہول دین گے۔ اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کر دین گے"

سوائے حضرات ناظرین جنکو عربیت کا مذاق ہے۔ آپ اپنے خداداد علم سے جانتے ہین اور اے حضرات فارسی اردو خوانان آپ عربی دانون سے پوچہہ کر یقین کر سکتے ہین کہ عربی زبان مین اور ادبی محاورات مین کسیکو پنڈلیون سے ننگا کرکے بہید دکھانا کوئی محاورہ نہین۔ اور نہ اس کے کوئی معنے بنتے ہین۔ بہید کو پنڈلی سے کوئی تعلق نہین ہے اسکا تعلق تو دل سے ہے۔ لہذا پنڈلی کھول کر بہید دکہانا کوئی معنے نہین رکہتا۔ پنڈلی یا ران کھولنے سے جو مستور چیز ظاہر ہوتی ہے اسکو تو اس مقام سے کوئی تعلق اور مناسبت نہین ہے۔ ہان عرب کی زبان اور محاورات مین کشف عن الساق (پنڈلی کھولنی) کا محاورہ پایا جاتا ہے جسکے ساتھ لفظ سر یا بہید نہین ملایا جاتا۔ اور اس عربی محاورہ مین پنڈلی کے دو معنے کئے جاتے ہین۔ ایک حقیقی دوسرے مجازی مستعار یا کنائی"

(۱) ساق بمعنے اصل و قوام جو اسکے حقیقی معنے ہین اس معنے کر "ساق الشجر" درخت کا

تنہ اور ساق الانسان آدمی کی پنڈلی بولتے ہین۔ اور اس سے حقیقت ان اشیاء کی مراد رکہتے ہین۔
(۲) کشف ساق سے شدت کے معنے بطور مجاز مستعار باکنایۃ مراد رکہتے ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ جب
کوئی آدمی محنت اور سختی سے کام کرتا ہے تو اپنی پنڈلیون سے کپڑا اوٹھا لیتا ہے پہر ایک شدت کی
حالت کو اس انسانی حالت سے تشبیہ دیکر اسکو کشف ساق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہت سے اشعار عرب مین
لڑائی کی طرف کشف ساق (پنڈلی کہولنے) کو منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفاسیر بیضاوی کشاف تفسیر کبیر
وغیرہ مین وہ اشعار معہ تفصیل ان معانی کے جو ہمنے بیان کی ہے منقول ہین۔ ان ہی محاورات کے
مطابق قرآن مجید مین یوم یکشف عن ساق ارشاد ہوا ہے جس سے مفسرین سلف و خلف دونون
معنے حقیقی اور مجازی کنائی مراد بیان کرتے ہین۔ جو لوگ حقیقی معنے ساق مراد بیان کرتے ہین وہ
ساق سے جہنم کی ساق یا عرش کی ساق مراد بیان کرتے ہین۔ اور اہل ظواہر اللہ جلشانہ کی ساق
مراد بتاتے ہین جسکی وہ کوئی حقیقت و کیفیت بیان نہین کرتے۔ اور نہ اسکے کشف کی کوئی حقیقت
ظاہر کرتے ہین۔ اور جو لوگ مجازی تشبیہی یا کنائی معنے مراد بتاتے ہین وہ اس سے شدت کے معنے
مراد بیان کرتے ہین یہ اقوال معالم و فتح البیان و کشاف و بیضاوی و تفسیر کبیر وغیرہ تفاسیر مین مرقوم ہین
**بالجملہ** کشف ساق کا محاورہ کلام عرب اور قرآن مین پایا جاتا ہے مگر جو اجہل الناس اور احمق
کادیانی اور اسکے اجہل الخلق و احمق ملہم (معلم الملکوت) نے کشف السر عن الساق کا محاورہ گہڑ لیا ہے
اسکا کہین عرب کے محاورات مین اثر و نشان پایا نہین جاتا۔ اور نہ اسکا کوئی مطلب بنتا ہے۔ اور یہ امر
اس بات پر قوی اور روشن دلیل ہے کہ یہہ خدا تعالے کا الہام نہین۔ بلکہ شیطان کا احتلام ہے۔
کادیانی اگر عرب کے محاورات سے اپنی خانہ ساز کلام کو ثابت کرے تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام لے۔
اور اگر ثابت نہ کر سکے (اور ہرگز نکر سکیگا۔ گو اپنے تمام نام کے مولوی حواریون نور دین بہیروی جمونی
احسن امروہی محمد سعید شامی وغیرہ کو ملا کر ان سے مدد لی) تو ندامت کے ساتہہ اس امر کو مان لے کہ
یہہ کلام الہام نہین شیطانی احتلام ہے۔
جو کادیانی کے دام افتادہ جاہل اور بعض مسلمان متردد کادیانی کے عربی رسائل کو دیکہکر یہہ کہہ

رہے ہین کہ ان رسائل کے مقابلہ مین علماء اسلام کوئی رسالۂ عربی کیون نہین لکھتے۔ اور کادیانی سے انعام کیون نہین لیتے یا اسکو الزام کیون نہین دیتے۔ وہ لوگ اسی ایک مثال کو غور سے دیکھین اور جو اس سے پہلے ہم رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۵ کے آخیر مین کادیانی کی عربی عبارات کتاب وساوس کے اغلاط کی فہرست شایع کر چکے ہین اُسکو ملاحظہ کرین۔ تو یقیناً جان لین کہ کادیانی کے رسائل کی عربی عرب کی عربی نہین ہے بلکہ وہ محض نک ہندی بے سود مصداق غت ربود ہے۔

کادیانی ہندی اور فارسی محاورات کا اپنی خانہ ساز اور ناموزون عبارات مین ترجمہ کر دیتا ہے لہذا وہ اس لائق ہرگز نہین ہے کہ علماء عربی دان اسکیطرف توجہ کرین اور اسکے مقابلہ کا قصد فرماوین۔

علما تو کجا اول درجہ کے طالب العلم جنہون نے سرکاری سکولون مین مفتاح الادب وغیرہ رسائل پڑہے ہین۔ اسکی عربی عبارات کو حقارت اور کراہت کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ اور اسپر ایسی بادلیل نکتہ چینی کرتے ہین جسکا جواب کادیانی سے کچھہ بن نہین پڑتا ہمارے ایک عزیز تلمیذ منشی احمد دین کلرک لنکم ٹکس ضلع سیالکوٹ نے (جس نے ایف اے۔ یا بی اے جماعت کی عربی کی تعلیم سکولون مین پائی ہے) کادیانی کی تفسیر کرامات الصادقین کے (جو درحقیقت بہتانات الکاذبین ہے) ابتدائی چند صفحون پر سرسری نکتہ چینی کرکے کادیانی کے پاس بہجوادی۔ اور اسپر نہایت ملایمت سے داد انصاف چاہی۔ تو کادیانی سے اسکے جواب مین کوئی بات بن نہ سکی۔ آخر اس عزیز نے وہ نکتہ چینی اخبار وزیر ہند مین سیالکوٹ مطبوعہ ۸ اگست ۱۸۹۴ء مین چھپوادی۔ جسکی بعض علماء کپورتہلہ نے پرچہ وزیر ہند ۲۴ اگست ۱۸۹۴ء تصویب و تائید بہی کی وہ اخبار آسانی سے ملسکتا ہے۔ اور اگر موقع ملا تو کادیانی اور مدعیان علم حواریان کادیانی کو شرمندہ کرنیکے لئے ہم بہی اسکو اپنے رسالہ مین جگہہ دین گے۔ اس نکتہ چینی کو پڑہکر ناظرین یقین کرین گے کہ کادیانی کی عربی عرب کی عربی نہین ہے پہر وہ کیونکر مستحق ہے کہ علماء عربی دان اسکی طرف توجہ کرین۔ مجھے ان مسلمان طالب العلمون پر (کادیانیون کا ذکر نہین) سخت افسوس آتا ہے جو بذریعہ خطوط مجھہ سے پوچھتے ہین کہ کیون جناب فلان رسالہ عربی کادیانی کے مقابلہ مین کوئی رسالہ عربی مین لکھا جائیگا یا نہین مین نے ان کے اس سوال کا انکو اسی وجہ

ہے جواب نہین دیا۔ اور بجاے اسکے انکو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے ان رسائل کی عربی عبارات کو پڑہکر اور اسکے محاورات کو عربی محاورات سے منطبق کرکے اپنی راے تو قایم کرین کہ وہ عربی ہے یا نہین۔ اسکے بعد مجہہ سے وہ سوال کرین کہ اسکے مقابلہ مین کوئی عربی رسالہ لکہا جائیگا یا نہین۔

یہ اس الہام کی عربیت مین کلام ہے۔ اب اسکے مودی و مفید مطلب و مقصود کادیانی نہونیکا حال سنو۔ حضرات ناظرین! یہ عبارت جیسی کیسی ہے مطلب بتا نہین سکتی۔ اس عبارت کا لفظی ترجمہ سے تو کچہہ بہی مطلب سمجہہ مین نہین آتا۔ چنانچہ صفحہ ۳۸ وغیرہ مین اسکا بیان ہو چکا ہے لہذا کادیانی کو اس عبارت کا مطلب بتانے کے لئے ایک الہامی تفسیر کی ضرورت ہوئی جو اُس نے ترجمہ کے ساتہہ بیان کی۔ اور وہ بہی صفحہ ۳۹ مین نقل ہو چکی ہے۔ اس تفسیر سے بہی کسیقدر حق کیطرف رجوع کرنے سے مدعا و مراد کہ وہ عبد اللہ آتہم کا اس پیشگوئی سے ڈر جانا ہی ظاہر نہوا تہا۔ اسلئے کادیانی کو اس الہام کی شرح و تفسیر کے بعد بلکہ اس تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد حاشیہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۱۵ سطر ۴ مین اسکا مطلب بیان کرنا پڑا۔ کہ اس رجوع بحق سے ڈر جانا مراد ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا ہے "حق کیطرف جہکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتہہ قبول کرنا۔ درحقیقت ایک ہی بات ہے"۔ اس مدعا و مراد کا عبارت الہام اور اسکی الہامی تفسیر سے سمجہہ مین نہ آنا۔ اور ایک مدت کے بعد مانند "مشتے بعد از جنگ" کادیانی کا اس مدعا کو ظاہر کرنا بہی ایک روشن دلیل ہے کہ وہ عبارت الہامی نہین شیطانی احتلام ہے۔ خدا تعالے جو سچون کا ملہم ہے ایسا قاصر البیان نہین ہے کہ جو مدعا کسی الہام سے ادا کرنا چاہے اسکو نہ الہام مین ادا کرے نہ اسکی الہامی تفسیر مین کہہ سکے۔ اور ایک مدت کے بعد اسکو وہ مدعا ظاہر کرنا یاد آوے

ثانیاً۔ جو دعوی (مذکورہ صفحہ ۲۷) کی تائید مین کادیانی نے کہا ہے کہ کسیقدر ڈر جانیسے موعود عذاب موت و ہلاکت بشہادت قرآن ٹل جایا کرتا ہے۔ اسمین اُسنے دجالیت سے پورا کام لیا۔ اور تحریف نصوص سے اپنی یہودیت کا اظہار کیا ہے۔ قرآن کی کسی آیت مین یہ بیان صراحتاً یا اشارتاً پایا نہین جاتا ہے کہ جو قطعی وعدہ عذاب موت و ہلاکت کا کسی قوم کو موقت بوقت خاص دیا گیا ہے وہ ان کے

کسیقدر ڈر جانے سے ٹل گیا ہے۔ کادیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت مین ایک آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ پیش ہے۔ سو دنیاوی موعود عذاب موت کے ٹلنے مین نص نہین ہے بلکہ وہ آخرت مین ذرہ بہر نیکی کا بدلہ پانے مین نص ہے۔ اسکے پہلے قیامت کے احوال واہوال (زمین کا ہلایا جانا اور اسکا اپنے بوجہ (خرابی ومردی) نکال دینا۔ اور اپنی پیٹہہ پر گذرے واقعات کی خبر دینا

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔

بیان کرکے کہا ہے۔ اسدن لوگ متفرق ہوکر حساب کی جگہہ سے پہرینگے تاکہ اپنے اعمال کا بدلہ دکھلائے جائین۔ پہر جو ذرہ بہر نیکی کرے گا وہ اسکو دیکہہ لیگا۔ پہر اس آیت سے کادیانی کا یہہ نکالنا کہ جو ایک ذرہ خدا سے ڈر گیا اس سے دنیا مین سنگین عذاب موت ٹل گیا۔ تحریف ویہودیت نہین تو اور کیا ہے[1]

• دوسری آیت حاشیہ نمبر (۱) رسالہ بے انوار مین کادیانی وہ پیش کی ہے جسمین بیان ہے

(۲) واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا

کہ جب لوگ فسق کرتے ہین تو ہلاک کئے جاتے ہین

(۳) وما كنا مهلكي القرى الا واهلنا ظالمون ۔

تیسری وہ آیت جسمین بیان ہے کہ ہم اس وقت بستیون کو ہلاک کرتے ہین جب ان کے لوگ ظالم ہوجاتے ہین۔

(۴) ولقد استهزئ رسل من قبلك فامليت للذين كفروا ثم اخذتهم فكيف كان عقاب ۔

چوتھی وہ آیت جسمین بیان ہے کہ تجھ سے پہلے رسولون سے ٹہٹہا کیا گیا۔ تو ہم نے منکر لوگون کو پکڑا۔

(۵) وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔

پانچوین وہ آیت جسمین بیان ہے کہ لوگون نے مکر کیا۔ تو ہمنے ان کو مکر کی سزا دی مگر

[1] بعض مفسرین نے اس آیت کے یہہ معنے بہی کئے ہین کہ کافرون کو دنیا مین نیکی کا بدلہ رزق اولاد مال ملتا ہے مگر اسکی تفسیر مین کسی نے نہین کہا جو کادیانی نے لکہا ہے کہ ذرہ خوف کے بدلے سخت [illegible]

یہہ آیات سب کی سب کادیانی پر حجت ہین یعنے اسکو جہوٹا کرتی ہین۔ اسکی دست آویز نہین ہو سکتین ان آیات مین عذاب کا موجب و سبب فسق و ظلم و استہزاء و مکر کو بتایا گیا ہے سو عبداللہ آتہم سے بمقابلہ اسلام سرزد ہو چکا ہے۔ لہذا وہ عذاب کا مستحق ہو چکا تہا۔ کادیانی کا الہام سچا۔ اور خدا کی طرف سے ہوتا تو ان آیات کی شہادت سے اسپر ضرور عذاب آجاتا۔ ان آیات مین یہہ نہین کہا گیا کہ اگر فسق و ظلم و استہزاء و مکر کے بدلے عذاب موت کا وعدہ ہو جائے تو پہر تو وہ کسیقدر ڈر جانے سے ٹل جاتا ہے۔ لہذا کادیانی کا ان آیات سے عذاب ٹل جانیکا ثبوت نکالنا۔ تحریف مین یہودیون کے کان کاٹنا ہے

چہٹی آیت کادیانی نے اشتہار عدم وفات شوہر زوجہ فرضی خود مین وہ پیش کی جس مین حضرت یونس کی قوم سے ایمان لانے کی وجہ سے عذاب کا اٹہایا جانا مذکور ہے۔ اور کادیانی نے دعوے کیا ہے کہ "حضرت یونس کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی ہے" یعنے پہر وہ عذاب اوٹہا لیا گیا۔ اور وعدہ عذاب پورا نہوا۔

اس آیت کے استدلال مین بہی کادیانی نے اپنی دجالیت سے پورا کام لیا۔ اور تحریف مین یہودیون کو مات کیا۔ اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکہدیا ہے۔

اے حضرات ناظرین باوقار! اس آیت مین یہہ نص و تصریح نہین ہے کہ حضرت یونس کو خدا تعالے نے اس قوم کو ہلاک کرنے کا قطعی وعدہ دیا تہا۔ اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف دواوین سنت مین دیکہی گئی ہے۔ بلکہ نص قرآن مین صرف یہہ بیان ہے کہ

| | |
|---|---|
| فلولا کانت قریۃ امنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنہم عذاب | کوئی بستی ایسی نہوئی* کہ وہ عذاب دیکہکر ایمان لاتے اور اس سے نفع اٹہاتی۔ بجز قوم یونس کے کہ جب وہ |

* تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۱ و ۴۲ مین بواسطہ واحدی حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ابو مالک سے منقول ہے کہ قرآن مین جہان کہین "لولا" کا لفظ ہے اسکے معنے "ہلا" حرف تحضیض و ترغیب کے ہین بجز اس آیت کے اور آیت فلولا کان من القرون کے ان دونون آیتون مین اسکے معنے نفی کے ہین تفسیر فتح البیان مین کہا ہے کہ اسکے معنے ہلا تحضیض کے ہون تب ہی اسکے معنے نفی کے ہین۔ دجال کادیانی کا ایک خامل و خاسر ہماری رسالہ تفہیم کے صفحہ ۱۶ مین اسکے معنے ترغیب کے بیان کرتا ہے اور جاہل اتنا نہین سمجہتا کہ اگر اس سے ترغیب مراد ہو تو پہر حضرت یونس کی قوم کا اس سے استثنا

الخزي في الحيوة الدنيا ومتعناهم الى حين ۹
(یونس ع - ۱۰)

ایمان لائے تو ہمنے ان سے دُنیا کی رسوائی کے عذاب کو اٹہا دیا - اور ان کو ایک وقت تک دُنیا سے متمتع کیا" جس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وعدۂ عذاب قطعی ہلاکت کا نہ تہا قطعی ہوتا - تو وہ ایمان لانے سے نہ ٹلتا - اور اسمین تخلف نہوتا - بلکہ وہ شرطی انداز تہا کہ اگر ایمان نہ لاؤگے تو عذاب کئے جاؤگے - پہر قوم یونس آثار عذاب دیکہکر ایمان لے آئے - تو وہ عذاب (جو بشرط عدم ایمان تہا) وقوع مین نہ آیا - بعض مفسرین نے یہہ لکہا ہے کہ حضرت یونس نے قوم کو چالیس شب کی میعاد مقرر کردی تہی - مگر انہون نے یہہ نہین لکہا - کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تہا - شرطی عدم ایمان کی شرط سے مشروط نہ تہا - بلکہ چالیس رات کی میعاد مقرر کرنے اور اس سے پہلے عذاب نہ آنے سے صاف سمجہا جاتا ہے کہ چالیس شب ان کے ایمان کی انتظار کے لئے مقرر ہوئی تہی - اور اس غرض کے اظہار کے لئے تہی کہ اگر وہ اس عرصہ مین ایمان لے آوینگے تو وہ عذاب نازل نہوگا -

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۲ مین لکہتے ہین حضرت یونسؑ اہل نینوی کی طرف مبعوث ہوئے - انہون نے جہٹلایا تو وہ ان سے خفا ہوکر نکل گئے - پہر جب انہون نے حضرت یونسؑ کو نہ پایا تو ڈر گئے - اور ٹاٹ پہن لئے - اور چلائے - حضرت یونسؑ نے ان کو چالیس دن کی میعاد مقرر کردی - تو وہ آپکے جواب مین بولے کہ ہم اسباب و آثار ہلاکت دیکہینگے تو ایمان لے آوینگے - اور جب تیس راتین گذر گئین تو آثار عذاب نمایان ہوئے - اسحال مین سیاہ بادل نمودار ہوا جس سے سخت دہوآن ظاہر ہوا جو شہر مین آپڑا - اور اس سے اسکی چہتین سخت سیاہ ہوگئین - تب وہ لوگ

روي ان يوسف عليه السلام بعث الى نينوي من ارض الموصل فكذبوه فذهب عنهم مغاضبا فلما فقدوه خافوا نزول العقاب فلبسوا المسوح وعجوا اربعين ليلة وكان يونس قال لهم ان اجلكم اربعون ليلة فقالوا

جنگل کو نکل گئے - اپنی بیویون کو بچون سے جدا کرکے چلانے لگے اور ایمان لے آئے - اور تائب ہوئے تو خدا نے انپر رحم کیا - اور عذاب کو ملتوی کیا گیا - یہ حضرت یونسؑ کا (بقول مفسرین) چالیس دن کی میعاد مقرر کرنا اور ان کے جواب مین

فرأينا اسباب الهلاك أمنا بك فلما مضت خمس وثلثون ليلة ظهر في السماء غيم اسود شديد السواد فظهر منه دخان شديد وهبط ذلك الدخان حتى وقع في المدينة واسود سطوحهم فخرجوا الى الصحراء وفرقوا بين النساء والصبيان وبين الدواب واولادها فجعل بعضها الى بعض فعلت الاصوات وكثر التضرعات واظهروا الايمان والتوبة وتضرعوا الى الله تعالى فرحمهم وكشف عنهم۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صـ۴۲)

قوم کا یہ کہنا کہ ہم آثار و اسباب دیکھکر ایمان لے آوین گے۔ اور اسپر حضرت یونسؑ کا سکوت فرمانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ وعدۂ عذاب قطعی نہ تہا بلکہ بشرط عدم ایمان تہا۔ تب ہی اُنہون نے بصورت آثار دیکہنے کے وعدۂ ایمان کیا تہا۔ پہر اُنکو میعاد سے پہلے آثار دکہا کر ایمان عطا ہوا اور عذاب ملتوی کیا گیا۔

اب اس سے بڑہکر سُنو۔ تفسیر کبیر کی جلد ۶ کے صـ۱۲۵ مین حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ خدا تعالے نے حضرت یونسؑ کی طرف جو وحی متضمن خبر عذاب کی تہی خود اسمین یہ شرط لگادی تہی کہ اگر وہ لوگ ایمان نہ لائین گے۔ تب اُنپر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس نے

فاوحى الله اليه (اى يونس) قل لهم انكم ان لم تؤمنوا جاءكم العذاب فابلغهم فخرج من عندهم فلما فقدوه اندموا على فعلهم وطفقوا يطلبونه فلم يقدروا ثم ذكروا امرهم وامر يونس للعلماء الذين كانوا في دينهم فقالوا انظروا واطلبوه في المدينة فطلبوه فقيل لهم انه خرج العشى فلما ايسوا اغلقوا باب مدينتهم فلم يدخلها بقرهم فلاعنهم وعزلوا الوالدة عن ولدها

انکو یہہ وحی الٰہی پہنچائی تو وہ لوگ ایمان لانے سے انکاری ہوئے۔ جسپر حضرت یونس علیہ السلام (خفہ ہوکر) ان کے بیچ مین سے نکل گئے تو وہ پچتائے۔ اور حضرت یونسؑ کی تلاش مین لگ گئے۔ حضرت یونس کو اُنہون نے نہ پایا تو رونے چلانے لگ گئے۔ اور ایسے ڈرے کہ حاملہ عورتون کے حمل وضع ہوگئے۔ اور انسانون کے علاوہ گائے بکریون کی بہی آوازین نکلین تب عذاب رفع ہوا۔

وکذا الصبیان والامہات ثم قاموا ینتظرون الصبح فلما انشق الصبح راو العذاب ینزل من السماء الخ کبیر ج ۶ ص ۱۸۸

لیجئے کادیانی صاحب! اس روایت سے کیسی صفائی اور تصریح کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ جو حضرت یونسؑ کو خدا تعالے نے شرطی عذاب کا ڈر سنایا تہا وہ وعدہ قطعی نہ تہا۔ اب اس سے بڑہکر آپ کیا چاہتے ہین۔ اور شرطی ہونے عذاب قوم یونسؑ کا اور کیا ثبوت مانگتے ہین؟

اس روایت کے معنے سمجھنے مین جو کادیانی نے دہوکہ کہایا یا دیدہ دانستہ دہوکہ دینا چاہا ہے اسکا ازالہ اشتہار چار ہزار کے دلائل کے جواب مین عنقریب کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔ اور اگر کادیانی اس ظاہر مفہوم آیت کو نہین مانتا۔ اور بیان مذکور مفسرین کو بہی جس سے عذاب کا مشروط بعدم ایمان ہونا ثابت ہے۔ سچا نہین جانتا تو وہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کر دے کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تہا۔ اور پہر وہ ٹلایا گیا۔ اور صرف یہی امر اسکا مدعا ثابت کرنیکو کافی نہوگا۔ بلکہ اسکو یہہ بہی ثابت کرنا پڑے گا کہ قوم یونسؑ ایمان نہ لائی تہی۔ اور کفر سے تائب نہوئے تہے۔ صرف کسیقدر ڈر گئے تہے جیسا کہ بقول کادیانی عبداللہ آتہم کسیقدر ڈر گیا تہا۔ اور وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے نہ لایا تہا۔ کیونکہ اگر یہہ امر کادیانی ثابت نکر سکا۔ اور قوم یونس کا ایمان لانا اس کے نزدیک بہی ثابت مسلم رہا جیسا کہ نص قرآن لما امنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا سے جو معہ ترجمہ منقول ہوئے سے ثابت ہے۔ تو پہر بہی یہہ آیت کادیانی کی دلیل نہو سکیگی کیونکہ اسکا دعوی یہہ ہے کہ کسی قدر ڈر جانے سے اور دل کے کسی گوشہ مین ایک ذرہ دہڑکہ یا خوف پیدا ہو جانے سے عذاب قطعی ٹل جاتا ہے۔ گو وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے حاصل نہو۔ پس جبتک آیت متعلق قصہ حضرت یونسؑ یا کسی اور آیت سے کادیانی یہہ ثابت نکرے کہ صرف کسیقدر ڈر جانے سے باوجود کافر و بے ایمان رہنے کے عذاب موعود ٹل جاتا ہے اور ٹل گیا ہے۔ اس آیت سے اسکا تمسک کرنا کمال درجہ کی بیحیائی اور بے ایمانی ہوگی۔

کادیانی کے دام افتادہ احمق اسبات کو نہین سمجہتے کہ عبداللہ آتہم تو بقول کادیانی بہی

ایمان نہین لایا۔ صرف کسیقدر ڈر گیا تہا بخلاف قوم یونسؑ کہ وہ پورے طور پر اور کمال تضرع سے ایمان لے آئے تہے پہر یہ آیت متعلق قوم یونسؑ اگر بالفرض اس سے قطعی عذاب کا ٹل جانا ثابت ہو کادیانی کی دلیل کیونکر ہو سکتی ہے

اس بحث بلکہ تمام مضمون لکہے جانے کے بعد کادیانی کا اشتہار چار ہزار روپیہ کا ہماری نظر سے گذرا۔ اسمین صہ ۱۱ سے صہ ۱۶ تک کادیانی نے خاکسار کو مخاطب کرکے پہلے عام موعود اور قطعی عذابون کی توبہ و استغفار سے ٹل جانیکا ثبوت پیش کیا ہے۔ پہر خاصکر حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب کے قطعی ہونے کے ساتہ ٹل جانیکا ثبوت پیش کیا ہے۔

عام موعود اور قطعی عذابون کے استغفار و توبہ سے ٹل جانیکے ثبوت مین اول یہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اس تعلیم سے بہرا پڑا ہے کہ اگر توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے اور اس دعوی کے ثبوت مین بیبل کا ایک قصہ نقل کر دیا ہے جسکا نہ پتہ بتایا۔ نہ حوالہ کتاب دیا اور اس دعوی کے ساتہ (دوسرا) یہ دعوی بہی جڑ دیا کہ یہ قصہ مفسرین نے لکہا ہے۔ بلکہ اور حدیثین اس قسم کی بہت ہین جنکا لکہنا موجب طول ہے۔ پہر اسکے ساتہ (تیسرا) یہ دعوی بہی جڑ دیا ہے کہ علاوہ وعید ٹلنے کے (جو کرم مولی مین داخل ہے) اکابر صوفیہ کا مذہب ہے کہ کبہی وعدہ بہی ٹل جایا کرتا ہے۔ اور اسپر صوفیون کی دو کتابون کا حوالہ دیکر اس دعوی سوم کی دلیل قرآن سے یہ پیش کی ہے کہ حضرت موسیٰ کو نزول توریت کے لئے تیس رات کا وعدہ دیا گیا تہا۔ اور کوئی شرط ساتہ نہ تہی۔ مگر وہ وعدہ قایم نہ رہا۔ اور اسپر دس دن بڑہا دئے گئے۔ جس سے بنی اسرائیل فتنہ گوسالہ پرستی مین پڑے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جبکہ اس بعض قطعی سے ثابت ہو کہ خدا تعالے ایسے وعدہ کی تاریخ ٹالدیتا ہے جسکے ساتہ کسی شرط کی تصریح نہین کیگئی تہی تو وعید کی تاریخ مین عند الرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم مین داخل ہے۔

پہر حاشیہ مین بعضبن نوٹ اول کادیانی نے اس دلیل پر آپ ہی یہہ سوال وارد کرکے کہ اللہ تعالے یہہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنے خدا تعالے وعدہ کا خلاف نہین کرتا۔

اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت مین وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو خدا کے ارادہ مین وعدہ کے نام سے مرسوم ہو نہ وہ امر جسکو انسان اپنے خیال کے مطابق قطعی وعدہ سمجھ لے۔ اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالے ایک وعدہ کرے اور اسکے ساتھ کوئی شرط مخفی ہو جسکا اظہار نکرے۔ اور اس شرط کے عدم ظہور سے اس وعدہ کا ظہور نہ ہو۔ پھر اپنے پہلے دعوی کی نظیر یا دلیل وہ آیت قرآن پیش کی ہے۔ جسمین یہ ذکر ہے کہ کشتی والے طوفان کے وقت کہتے ہین کہ اے خدا اگر تو ہمکو اس سے نجات دیگا تو ہم شکر گذار ہونگے۔ پھر جب خدا انکو نجات دیتا ہے تو وہ زمین مین ناحق کے طالب ہوتے ہین۔ اور بڑے فخر سے ایسی آیات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ خدا تعالے اپنے تہری ارادہ سے دریا مین طوفان پیدا کرتا پھر ان کے تضرع اور رجوع پر انکو بچا لیتا ہے باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پھر مفسدانہ حرکات کرین گے۔ پھر کہا ہے کہ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ کشتی والون کو خفیف چوٹین لگین۔ مگر ہلاک نہون۔ اے شیخ خدا شرم کرنا چاہیے۔ اس قدر قتل کیون ماری گئی۔ کہ نصوص پر بیہودہ سے انکار کئے جاتے ہو۔"

| | |
|---|---|
| لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین فلما انجاھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق (یونس ۶) | |

مگر اے ناظرین باتمکین! کلدیانی کے اس بیان سے اسکا کوئی دعوی منجملہ دعاوی ثلثہ ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ پرلے سرے کا بے شرم ہے۔ اور دھوکہ دینے مین دجال معہود کا باوا۔ معہذا بیعقل و نافہم ہے۔ اتنا نہین سمجھتا کہ میری ان مغالطات سے گو مشتے چند بیوقوف احمق خوش ہو جائین گے۔ اور واہ واہ سبحان اللہ کہین گے۔ مگر جہان کے عقلا میرے مخالف ہو جائینگے اور میری استدلات پر ہنسی اڑائین گے۔ اور میرے دجال ہونیکا یقین کر لین گے۔

اب ناظرین توجہ کرین۔ اور ہماری ہر ایک بات کا ثبوت لین۔ کلدیانی جو یہہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اسی تعلیم کا بھرا پڑا ہے۔ کہ توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے۔ اور اسکے ثبوت مین جو کچھ کہا ہے۔ اسمین اولاً یہ سوچا کہ جو عذاب توبہ و استغفار سے ٹل جاتا ہے۔ وہ عذاب قطعی موعود ہوتا ہے جسکے وقوع کی پیشتر خبر دیجاتی ہے۔ یا غیر موعود ہے تو محل بحث و نزاع کونسا

عذاب ہے قطعی موعود یا غیر موعود۔ اور میرا دعوے کس عذاب کے ٹلجانیکا ہے قطعی موعود کا یا غیر موعود کا۔ پس اگر عذاب قطعی موعود محل مبحث و نزاع ہے اور اسی کے ٹل جانیکا مجھے دعوے ہے۔ تو پھر میرا کشتی والی آیت کو معرض استدلال مین لانا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا کسی آیت مین یا حدیث مین یہہ آیا ہے کہ کشتی والون پر جو طوفان آیا کرتا ہتا۔ اور وہ ان کے رجوع و استغفار و تضرع سے ٹل جایا کرتا ہتا۔ وہ پیشتر سے موعود ہوتا ہتا۔ اور اسکی نسبت خاص کوئی وعدہ ہلاکت آجاتا ہتا۔ ایسا ہی تمہین اس مقام مین اس آیت کو پیش کرون جسمین وعدہ قطعی ہلاکت بہ طوفان ہوا ہو۔ اور پھر وہ ٹلا ہو۔ اور اگر اس مضمون کی آیت کوئی نہین ہے تو عقلا جہان جو بیسے دام تزویر مین نہین پھنسے میری اس پیش کردہ آیت کو دیکھکر کیا کہین گے۔ اور اس آیت مین یا قرآن کی کسی آیت مین اس طوفان کا جو تضرع سے ٹل گیا ہتا وعدہ دیکھینگے تو مجھے بیچارا احمق نافہم یا پرلے سرے کا چالاک دہوکہ دینے والا دجال نہ کہین گے تو اور کیا کہین گے؟

اور ثانیا نہ سوچا کہ دعوے اور میرا یہہ ہتا کہ رجوع و تضرع سے عذاب موعود ٹل جانیکی آیات سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ اور اسکی دلیل و تفصیل مین میرا ایک بے نشان قصہ بیبل سے نقل کرنا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا بیبل قرآن ہے۔ پھر اس دعوی پر ایک دعوے دوم کرنا اور بے پتہ اقوال مفسرین اور احادیث کا حوالہ دینا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا مفسرین کے بے پتہ اقوال اور ایسی ہی بے نشان آحادیث بھی قرآن کہلاتے ہین۔ پھر اس کوتاہی کے ساتھہ کہ قرآن کی ایک آیت یا حدیث بھی نقل کی میرا یہہ کہنا کہ تفصیل موجب تطویل ہے کیا معنے رکھتا ہے۔ "کے آمدی و کے پیر شدی"۔ آیت یا حدیث یا کسی تفسیر کی عبارت تو ایک بھی ہم نے ایسی نہین لکھی جسمین موعود عذاب کے ٹلجانے کا ذکر ہو۔ پھر تطویل کہان سے ہوگئی جس سے تہک کر اور آحادیث یا آیات کے ذکر سے قلم کو روکا گیا ہے۔

اور ثالثا یہہ نہ سوچا کہ جو دعوی سوم کی مین نے آیت قرآن دلیل بناکر پیش کی ہے وہ وعدہ علاق کی جو اپنی قطعی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس آیت مین یہہ کہان تصریح ہے کہ تیس رات کے گذرنے پر موسی کو تورات ملنے کا خدا نے وعدہ کیا ہتا۔ اور وہ وعدہ دس رات بڑہا کر ٹلایا گیا۔

اور رابعًا یہ نہ سوچا کہ جو اقوال صوفیون کی ہم اس وعدہ خلافی کی تائید مین پیش کرکے اپنے ساتھ ان کو بدنام کرنا چاہتے ہین کیا وہ اقوال بہی آیات قرآن ہین۔ اور وہ کس شخص کے لئے حجت دست آویز بنائی گئی ہین۔ اپنے لئے یا اپنے مخاطب کے لئے۔ ہمارا سارے جہان کا اتباع و توافق کو چہوڑ کر مجتہد و مجدد بنکر قرآن و حدیث سے استدلال کا مدعی بننا پہر بجائے قرآن حدیث ان اقوال صوفیہ کو پیش کرنا عاقلون اور منصفون کی نظرون مین کیا وقعت و اثر پیدا کریگا۔ اور ہمارا مخاطب جو دلیل شرعی کا طالب ہے وہ ان اقوال کو ان معنے سے جو ہم سمجہتے ہین کب قبول کریگا۔

ہمارے ان الزامات و سوالات کے ضمن مین کادیانی کے جملہ دعاوی دلائل کا جواب اجمالی ادا ہوا۔ با این ہمہ اب ان ہم دعاوی و دلائل کا جواب تصریح و تفصیل سے دیتے ہین۔

اسکا پہلا دعوے محض کذب ہے۔ قرآن مین ایک آیت بہی ایسی نہین ہے جسمین یہہ ذکر ہو کہ موعود و قطعی عذاب توبہ استغفار سے وقت موعود سے ٹل جاتا ہے۔ اس دعوی کی دلیل جو بے پتہ نقل کادیانی نے بیبل سے پیش کی ہے۔ وہ کادیانی اور اسکے عیسائی بہائیون کے لئے حجت ہوگی۔ اہل اسلام تو اسکو حجت نہین سمجہتے۔ اور ان کتابون کو محرف جانتے ہین اور طرفہ یہہ کہ کادیانی بہی براہین احمدیہ مین کہہ چکا ہے کہ یہہ کتابین کایا پلٹ ہوتے رہتے ہین (دیکہو براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۰ اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۷)۔

کادیانی کا دوسرا دعوی بہی محض ڈہکوسلہ ہے۔ کادیانی کو شرم یا عزت ہے۔ تو اس مضمون کا کسی مفسر معتبر کا قول جو اہل کتاب سے ماخوذ نہو بلکہ حدیث سے ہو یا کوئی صحیح حدیث نقل کرے۔

کادیانی کے تیسرے دعوی مین دو دعوے ہین۔ ایک یہہ کہ وعید کو ٹلا دینا کرم ہے۔ دوسرا یہہ کہ وعدہ الٰہی بہی کبہی ٹل جایا کرتا ہے۔

**پہلے دعوی کا رد و ابطال** یہ ہے کہ اس دعوی کو اپنی نقلی و شرعی دلیل سے مدلل نہیں کیا اسکی صرف عقلی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہہ کرم ہے۔ اسکا جواب ہے کہ یہہ بات آپ نوٹ دوم صفحہ (۱۲۱) اشتہار چار ہزار مین مان چکے ہین کہ "**تخلف وعدہ ایک نقص ہے جو خدا تعالے پر جائز نہین**" اور اسکے نقص ماننے کی وجہ یہی ہے کہ اس سے کذب لازم آتا ہے اور یہی نقص یعنے تخلف وعید مین موعود ہے۔ لہذا اللہ تعالے کا اس سے بھی پاک ہونا بحکم عقل واجب و ضروری ہے جیسا کہ تخلف وعدہ سے آپکے نزدیک بھی اسکا پاک ہونا واجب اور ضروری ہے۔ اور نقل بھی عقل کی موید ہے۔ اللہ تعالے وعید کے باب مین صاف فرما دیا ہے کہ جو مین نے ڈر (یا عذاب) کی بات کہی ہے وہ نہ بدلے گی۔ اور مین

| | |
|---|---|
| ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (ق) | بندون پر ظلم کرنے والا نہین ہون۔ یعنے اگر مین اپنی اس بات (وعید) کو بدلا دون۔ اور کافرون اور مشرکون کو بھی مسلمانون کی طرح بخش دون تو یہہ |
| افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون ام نجعل الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات (قلم) کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (سورہ ص ۶) | مسلمانون اور خدا پرستون پر میری قانون جزا و سزا کے مطابق صریح ظلم ہے۔ اور فرمایا کیا ہم مسلمانون اور مجرمون کو یکسان کر دین گے؟ تمہین کیا ہوا کیسی باتین کرتے ہو؟ اور فرمایا کیا ہم نیک عمل |

مومنون کو مفسدون کی مانند یا پرہیزگارون کو بدکارون کا سا کر دین گے؟

**آپکی عقلی دلیل کا جواب** یہ ہے کہ اگر اپنے کرم کی نظر سے خدا تعالے کو ایک نقص اور عیب (کذب) کا ارتکاب جائز ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ شرک و کفر و زنا وغیرہ بھی گناہ خدا تعالے کے نزدیک بھی جائز ہون۔ اور بندون کے نزدیک بھی علیہ خدا جائز (تعالے اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا) **خدا کے نزدیک اس جواز گناہ کی وجہ** یہہ ہے کہ کرم خداوندی کی نظر سے خدا کا کذب جائز ہوا۔ اور اگر امر کا گنہگارون کو تعین دلایا گیا تو گنہگار دلیری سے اس کرم کے بھروسہ کفر و شرک و زنا کا ارتکاب کرین گے اور یہ کہین گے کہ خدا تعالے کریم ہے۔ وہ اپنا کرم چھوڑ کر ہمکو کبھی عذاب نکریگا۔ اس سے بعثت رسولون کا عبث ہونا اور احکام حلال و حرام کا بیکار ہونا لازم آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.